کیوں ہوا؟

(۴) اگر متنبی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو پھر اسے جیل کی صعوبتیں کس جرم کے پاداش میں جھیلنی پڑیں۔

(۵) ابو الطیب کو متنبی کے لقب سے مشہور کرنے میں کس کا ہاتھ ہے۔

متنبی کے دعوی نبوت سے متعلق انھیں سب باتوں کو مورخین نے موضوع قلم بنایا ہے لیکن اہم مورخین نے اس سے متعلق کوئی اہم رائے نہیں قائم کی ہے پہلے تو میں اس امر کی وضاحت ضروری سمجھوں گا جس کے سبب متنبی پر دعویٰ نبوت کا الزام لگایا گیا۔ اس سلسلے میں چند واقعات اہم ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یوسف البدیعی نے معاذ بن اسماعیل لاذقی کے حوالے سے لکھا ہے۔

"جب متنبی لاذقیہ آیا تو میں نے اس سے ایک دن کہا تم تو بڑی شان و شوکت والے نوجوان ہو تم کو کسی بادشاہ کا ہم نشین ہونا چاہئے متنبی نے یہ سن کر کہا ارے تم یہ کیا کہہ رہے ہو انا نبی مرسل میں تو خدا کا بھیجا ہوا نبی ہوں پھر میں نے پوچھا تم کیا کرو گے کہنے لگا کہ میں دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دوں گا جس طرح وہ اس وقت جور و ستم سے لبریز ہے اس کے علاوہ اس نے یہ بھی کہا کہ جو میری فرمانبرداری کرے گا اسے رزق و ثواب سے جلد فیضیاب کروں گا اور جو سرکشی کرے گا اس کی گردنیں اڑا دوں گا۔ پھر سوال کیا کہ کیا تمہارے پاس وحی بھی آتی ہے کہا ہاں کہا کتنی بار وحی آچکی تو متنبی نے کہا "اربعۃ عشرۃ عبرۃ" یا "اربع عشرۃ عبرۃ" پھر اس نے مجھے کلام سنایا جیسا میرے کانوں نے کبھی سنا نہیں تھا پھر میں نے پوچھا کیا کوئی معجزہ بھی ہے اس نے کہا ہاں ہاں کہا وہ کیا پھر اس نے بات

معجزہ دکھایا: (۵۸)

اس سلسلے میں دوسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے۔

• متنبی جب بنی عدی میں تھا تو اس نے حکومت کے خلاف بغاوت کرنا چاہی اور دعوائے نبوت کیا تو لوگوں نے دعوائے نبوت کا ثبوت اس طرح طلب کیا کہ دیکھو یہ اونٹنی بستی میں گری ہوئی ہے اپنے اوپر کسی کو بیٹھنے نہیں دیتی تم اگر اس پر سوار ہو جاؤ تو ہم مان لوں گا کہ تم خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہو متنبی کسی تدبیر سے اس پر سوار ہو گیا اونٹنی نے تھوڑی سرکشی کی مگر پھر رام ہو گئی اس واقعہ سے بنی عدی کے لوگوں نے اسے نبی مان لیا۔ (۵۹)

تیسرا واقعہ اس سلسلے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ۔

• ایک مرتبہ متنبی ایک آدمی کے ساتھ لاذقیہ میں کہیں جا رہا تھا ایک کتا اور زور سے بھونکا پھر واپس چلا گیا متنبی نے اس آدمی سے کہا کہ جب تم واپس آؤ گے تو اس کتے کو مرا ہوا پاؤ گے۔ چنانچہ وہ آدمی جب لوٹا تو ٹھیک اسی طرح پایا جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ (۶۰)

لاذقی کے مطالبہ پر متنبی نے جو بارش کا معجزہ دکھایا تھا اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

• ایک مرتبہ سخت بارش ہو رہی تھی باتوں باتوں سے متنبی سے دعوائے نبوت کے سلسلے میں بات چل پڑی ابو عبداللہ لاذقی کا کہنا ہے کہ اگر تم دعوائے نبوت میں سچے ہو تو میرے اوپر سے بارش روک دو چنانچہ متنبی نے نہ جانے کیا ترکیب اپنائی کہ میرے اوپر سے بارش رک گئی اور چاروں طرف ہو رہی تھی۔ (۶۱)

اس طرح اور بہت سارے موضوع اور عقل میں نہ آنے والے واقعات ہیں جنھیں متنبی کو نبوت کا دعویدار ثابت کرنے والوں نے پیش کئے ہیں جن کی تفصیل تاریخ ادب کی دوسری معتبر کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

لیکن جن لوگوں نے اس کے دعویٰ نبوت کے بارے میں نرم کلامی سے کام لیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ متنبی پر کا دعوت نبوت کا الزام بے بنیاد اور بہتان تراشی کے علاوہ کچھ نہیں ایسے لوگوں میں ان ارباب علم وفضل کا نام لیا جاسکتا ہے جو متنبی کے زمانے میں رہتے ہے یا جن کا زمانہ متنبی کے زمانے سے قریب رہا۔

ابومنصور ثعالبی جن کی ذات عربی ادب میں مسلم ہے انھوں نے متنبی کی خودداری اور بلند حوصلگی کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے بیان میں اس قدر جادو تھا جو سنتا اسی کا ہوکر رہ جاتا چنانچہ ایک بڑی بھیڑ اس کے کلام سے متاثر ہوکر اس پر فریفتہ ہوگئی جب حاکم وقت کو اس کی اطلاع پہونچی تو اس نے بغاوت کردی اور پھر اسے قید میں ڈالدیا۔

اس مصنف نے متنبی کے دعویٰ نبوت کو کمزور لب ولہجہ میں بیان کیا ہے لکھتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ متنبی نے بچپن میں دعویٰ نبوت کیا تھا اور اپنی ادبی طاقت اور حسن کلام سے کچھ لوگوں کو گمراہ کردیا۔ اور ایک جماعت اس کے دام فریب میں آکر اس پر فریفتہ ہوگئی۔

ويحكى انه تنبأ في صباه وفتن شرذمة لقوة ادبي وحسن كلامه (۶۳)

ثعالبی نے دوسری جگہ لکھا ہے کہ متنبی کو دعوی نبوت کے سبب نہیں بلکہ حاکم وقت سے بغاوت کے سبب جیل میں جانا پڑا۔

. احمد سعید بغدادی نے اپنی کتاب امثال المتنبی میں دعوی نبوت سے متعلق

کئی مصنفین کی روایتوں کو جمع کیا ہے لیکن انھوں نے بھی ثعالبی کے اس نظریہ کو افضل ترین قرار دیا ہے جس کے سبب انھیں اپنا فیصلہ صادر کرنے میں آسانی ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں ۔

"متنبی نے نبوت کا دعویٰ کبھی نہیں کیا اس نے سلطان وقت کے خلاف خروج اس دعویٰ کے سبب کیا تھا کہ میں علوی اور اہلِ بیت سے ہوں۔ اس وجہ سے اسے گرفت میں لے لیا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا اور ابن خلکان اور خطیب بغدادی کی جو روایت ابن ابی حامد سے ہے یا اس کے علاوہ جو کچھ بد بعی نے لکھا ہے یا جن لوگوں نے ان سے نقل کیا ہے اس کی کوئی اصل نہیں وہ سب باتیں بے بنیاد ہیں" (۶۳)

خود متنبی کے دیوان کے مطالعہ سے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا چونکہ ذہن میں بلند خیالی تھی اور غرور و نخوت کا سودا بہت پہلے سے ہی اس کے سر میں سمایا ہوا تھا اس لئے اس نے اس قسم کے دعویٰ کا ارادہ کیا تھا ظاہر ہے کہ ارادہ کرنا ایک دوسری چیز ہے اور اس پر عمل کرنا ایک دوسری چیز چنانچہ جب وہ گرفتار کر کے امیر حمص کے دربار میں لایا جاتا ہے تو وہاں یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ اس نے جو دعویٰ کیا تھا وہ دعویٰ نبوت تھا یا دعویٰ علویت، اور کیا بھی تھا کہ نہیں چنانچہ وہ لکھتا ہے ۔

کن فارقا بین دعوی اردت   ودعوی فعلت بشاء وبعید (۶۴)

میں نے دعویٰ نہیں کیا ہاں ارادہ ضرور کیا تھا اور دعویٰ کرنے ارادہ کرنے میں بڑا فرق ہے۔

اس طرح اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو دعویٰ نبوت نہ کرنے کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں دورِ جدید کے اکثر اہل ادب علماء و مورخین نے اس کا

اعتراف کیا ہے۔ کہ متنبی پر دعوئ نبوت کا الزام افترا پردازی اور بہتان تراشی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

استاد محمد محمود شاکر نے لکھا ہے کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ شام جو اس زمانے میں اہل علم وفضل کا مرکز تھا وہاں متنبی دعوئ نبوت کر بیٹھے اور لوگ اس کے معتقد ہو جائیں اور ایک کم عقل لاذقی جو بارش کے رکنے پر ایمان لاکر دوسروں کو بھی اپنا ہم خیال بنا ڈالے اگر اس نے اپنی نادانی کے سبب ایسا کیا تو کوئی ضروری تو نہیں کہ تمام اہل شام دیسے ہی ہو جائیں۔ (۶۵)

انھوں نے اس پر بھی حیرت کا اظہار کیا ہے کہ لاذقی کا وہ بیان کہ متنبی نبی ہونے کے ثبوت میں وحی ربانی کی تلاوت کر رہا تھا مگر اسے صرف چند الفاظ کے کچھ یاد نہیں رہا، گفتگو کے آخر میں انھوں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اسے جیل کی صعوبتیں دعوئ نبوت کے صلہ میں نہیں بلکہ تصریح نسب کے سلسلے میں برداشت کرنی پڑی ہیں اس نے دعوئ نبوت نہیں بلکہ دعوئ علویت کیا تھا۔

طہٰ حسین نے متنبی کے دعوئ نبوت کو مخالفین کی طرف سے افتراء و بہتان قرار دیا ہے۔ جس طرح ابو العلا معری کو اس مسئلہ میں شک تھا اسی طرح انھوں نے بھی شک کا اظہار کیا ہے لکھتے ہیں۔

"وانا لا اتردد فی دفع ما یروی من انه ادعی النبوة" (۶۶)

اس کے علاوہ وہ خط جس کے ذریعہ اس نے رہائی طلب کی تھی اس میں اس طرح تواضع وانکساری سے کام لیا تھا جس سے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ جس کا دل ودماغ اس طرح متواضع اور جو اس قدر مسکین طبیعت ہو وہ نبوت جیسی بلند شئی کا کیا دعویدار ہو سکتا ہے۔

بیدی ایها الامیر الاریب   لا لشئ الا لانی غریب

ان اکن قبل ان رایتک اخطات فانی علی یدیک اتوب

عائب عابنی لدیک منہ خلقت فی ذوی العیوب العیوب (۶۷)

اے ہوشیار رہا کم میرا ہاتھ تھام لے اور کسی چیز کی وجہ سے نہیں صرف

اس لیے کہ میں پردیسی مسافر ہوں۔

اگر تجھے دیکھنے سے پہلے میں نے غلطی کی تھی تو اب میں تیرے ہاتھوں توبہ کرتا ہوں۔

کسی عیب لگانے والے نے تیرے پاس میرا عیب بیان کر دیا ہے حالانکہ

تو عیوب والوں میں عیوب اس کے تخلیق کردہ ہیں۔

اگر ان لوگوں کے بیانات کو صحیح مان لیا جائے اور پھر اسی روشنی میں دعوئی

نبوت کے بطلان کا فیصلہ صادر کر دیا جائے تو پھر ان واقعات کا کیا ہو گا۔

جو متنبی نے دعوئی نبوت کے ثبوت میں معجزہ کے طور پر پیش کیا تھا اس سلسلہ

میں بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں شام کے علاقے میں کچھ ایسے

مواضعات تھے جہاں کی جادوگری عروج پر تھی وہاں کا ہر چھوٹا بڑا جادو کے

فن سے واقف تھا اور آئے دن حیرت انگیز واقعات دکھایا کرتے تھے ایسے

علاقوں میں "سکون"، "حضرموت" اور "سکاسک" کا نام آتا ہے یہاں حیرت

انگیز واقعات کی کوئی اہمیت نہیں تھی اس قسم کے واقعات آئے دن ہوتے

رہتے تھے کوئی اپنی بکریوں کوئی اپنے اونٹوں اور کوئی اپنے مکان کے اوپر

سے بارش روک رہا ہے اور نہ جانے کونسی اعلیٰ درجہ کی جادوگری اپنا لے

جس سے بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا۔ ابو عبداللہ کا بیان ہے کہ جب

میں نے متنبی سے اس علاقے میں جانے کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے

جواب دیا کہ ہاں میں گیا ہوں کیا تم نے میرا یہ شعر نہیں سنا ہے۔ ؎

ملث القطر اعطشہا ربوعاً والا فاسقہا السم النقیعا (۶۸)

امنسی السکون وحضرموتا ووالدتی وکندۃ والسبیعا

اے جم کر برسنے والی بارش تو محبوب کے ساتھ منازل پر مت برس اور اگر تجھے یہ تشنگی منظور نہیں تو ان کو گھلا ہوا زہر پلا دے۔

اے وہ شخص جو احسانات کے سبب مجھے سکون، حضرموت، کندہ، سبیع اور میری والدہ کو بھی مجھے بھلانے والا ہے۔

متنبی نے چونکہ اس علاقہ کا سفر کیا تھا جادوگروں سے ملاقات کی تھی، ممکن ہے کہ اس نے بھی جادوگری کا فن سیکھ لیا ہو اور دعویٰ نبوت کے ثبوت میں جو اس نے کرتب دکھلائے ہوں وہ اس کی جادوگری کا اعلیٰ نمونہ ہوں۔ استاذ محمد محمود شاکر کے قول سے میرے اس خیال کی تائید ہو جاتی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے۔

من ثم استفاد ماجوزہ علی طغام اھل الشام (٦٩)

اور زمین کے سمٹنے کا جو معجزہ تھا در اصل اس کی حقیقت یہ تھی وہ بہت تیز رفتار بھی تھا لمبی لمبی مسافت کو تھوڑی مدت میں طے کر لیا کرتا تھا اس نے اکثر بادیہ پیمائی کی تھی اس لئے وہ اکثر ارضی نشیب و فراز سے واقف تھا کہاں پانی ہے کہاں ریت، کہاں آبادی ہے کہاں جنگلات اس کی اسے اچھی طرح خبر تھی۔ صبح کہیں رہتا، رات کہیں گذارتا ہے۔ ایک آبادی سے ہٹ کر دوسری آبادی والوں کو پل پل کی خبر دیتا۔ جس سے لوگ وہم کرنے لگے۔ کہ شاید اس کے واسطے زمین سمیٹ لی جاتی ہے چنانچہ اسی زمانے میں کسی نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ نبی کا فرمان "لا نبی بعدی" اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد لانبی ہوگا۔ وانا اسمی فی السماء لا، میں ہی وہ نبی

ہوں آسمان میں میرا نام "لا" ہے۔

مختصر یہ کہ متنبی کے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں معجزے کے طور پر لاذقی کے جتنے بیانات ہیں خواہ وہ بارش رد کرنے کا واقعہ ہو یا زمین کے سمٹنے کی روایت وہ ایک نغمۂ موہوم کے علاوہ کچھ نہیں لاذقی نے متنبی کے جن اشعار کو اپنے قول کی تائید میں پیش کیا ہے وہ علی بن ابراہیم التنوخی کی مدح میں ہیں جسے متنبی نے ۳۲۳ھ میں جیل سے رہائی کے بعد یا ۳۲۴ھ میں کوفہ سے واپسی کے بعد کہا ہے اور لاذقی نے اس قسم کا واقعہ ۳۲۱ھ میں جیل جانے سے پہلے بیان کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے تمام واقعات متنبی کی وفات کے بعد گڑھے گئے ہیں۔ یہی محمود محمد شاکر کا بھی خیال ہے(۵)

جن لوگوں کے بیان میں کہیں صراحۃً اور کہیں اشارۃً اس کے دعویٰ نبوت کا ثبوت ملتا ہے ان میں بغدادی اور ابن خلکان اور دوسرے مورخین ہیں ان لوگوں نے اپنی طرف سے کوئی رائے نہیں قائم کی ہے جو کچھ لکھا ہے وہ دوسروں کے حوالے سے لکھا ہے۔

خطیب بغدادی نے علی بن محسن التنوخی کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ متنبی کی وفات کے دو سال بعد میں ابوالحسن بن ام شیبان الکوفی کے ساتھ ایک جگہ تھا وہاں متنبی کا ذکر چل پڑا تو انھوں نے کہا۔

"کہ متنبی بنی کلب میں گیا۔ اقامت کی اور وہیں اس نے اپنے کو علوی حسنی ہونے کا دعویٰ کیا پھر نبوت کا دعویٰ کیا، پھر علویت کا دعویٰ کیا یہاں تک کہ شام میں اس کی جھوٹ کھل گئی ایک زمانہ قید رکھا گیا توبہ کی پھر رہا کیا گیا"۔ (۱۱)

پھر انھوں نے بھی اس روایت کو ایک اور صاحب کے حوالے سے نقل کر کے یہ کہا ہے کہ سنا جاتا ہے کہ ابو الطیب متنبی نے بادیہ سماوہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

بغدادی کی روایت زیادہ عقل سے لگتی ہوئی نہیں معلوم ہوتی ہے، پہلی روایت جس میں انھوں نے یہ لکھا کہ علوی ہونے کا دعویٰ کیا پھر نبوت کا دعویٰ [illegible] ہونے کا دعویٰ کیا، اور دوسری روایت جس میں دعویٰ نبوت کا ثبوت [illegible] اترنے والی وحی سننے والوں کی طلب میں ایک بڑی تعداد کا ذکر [illegible] انھوں نے "خلق" کا لفظ استعمال کیا ہے اس روایت کو معتبر سمجھنا نادانی کے سوا کچھ نہیں، ناقدین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

الانباری اور ابن خلکان نے بغدادی کی روایت کی تائید کی ہے۔ ابن خلکان نے متنبی کے دعویٰ نبوت کو صحیح قرار دیا ہے چنانچہ انھوں نے دعویٰ نبوت سے متعلق روایت لفظ "قیل" سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے "وقیل غیر ذلك وهذا اصح" (۴۳)

اس سلسلہ میں انھوں نے کوئی بحث نہیں کی ہے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ متنبی وہ پہلا شاعر ہے جس نے شعر کے ذریعہ دعویٰ نبوت کیا۔ (۴۴)

ان روایتوں کو صحیح مانا جائے جب تو کوئی بات نہیں لیکن وہ روایتیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اگر یہ صحیح مانا تو پھر اعتراض یہ پیدا ہوگا کہ جب اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تو آخر وہ اس لقب سے مشہور کیوں ہوا اس سلسلے میں متنبی کے دوست اور اس کے دیوان کے شارح ابن جنی کی بات زیادہ معتبر سمجھنی چاہئے۔ ثعالبی نے ابن جنی کی ایک روایت نقل کی ہے پر اہم شارحین جیسے الواحدی، العکبری اور المعری نے اعتماد

کیا ہے وہ عثمان ابن جنی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ میں ابوالطیب متنبی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا لقب متنبی اس شعر کی وجہ سے پڑا۔ (۴۴)

انا ترب الندی ورب القوافی وسمام العدا وغیظ الحسود
انا فی امۃ تدارکہا اللہ غریب کصالح فی ثمود
ما مقامی بارض نخلۃ الا کمقام المسیح بین الیہود (۴۵)

یعنی بخشش کا ہمزاد، اشعار کا ساقی، دشمنوں کے واسطے زہر اور حاسدین کا غصہ ہوں۔ میں ایک ایسی امت میں ہوں (جو میری قدر نہیں کرتی) خدا ان کی خبر لے اور قوم ثمود میں مثل صالح کے اجنبی ہوں۔

سرزمین نخلہ پر میری اقامت ٹھیک اسی طرح ہے جیسے قوم یہود میں حضرت عیسیٰ کی اقامت تھی۔

متنبی کے ایسے اشعار کہنے میں ایک دوسرا پس منظر بھی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی عام زندگی اس زمانے کے دوسرے شعراء کی بنسبت قدرے مختلف تھی۔ یہ انتہائی خلیق، پرہیزگار، لذات و شہوات سے دور، بلند کردار کا حامل، نہ کسی پر تہمت لگانا نہ ہی سے پسند کرنا، تمام عمر نہ جھوٹ بولا نہ زنا کیا، نہ لواطت کی، نہ کسی عورت کے پاس گیا شراب اور دیگر لہو و لعب سے کوسوں دور رہتا، علم و ادب کا بڑا شائق وہ ان دونوں خوبیاں بڑی دور رس اور دور بین ملی تھیں ان خوبیوں کے سبب وہ اہل علم کی انجمنوں میں عجیب حیثیت کا حامل انسان تھا۔ اسی وجہ سے اس نے اپنی شاعری میں انبیاء کی تقدیس کا ذکر کیا اور اپنے ہمدرد حسین کو اس اخلاق فاضلہ کا متحمل جانا، اور نیک نیتی سے آپ نے اپنی سادگی کو صالح اور عیسیٰ علیہما السلام کے مشابہ قرار دیا۔

جس کے دل میں میرے متعلق کینہ ہے ان کی بات مت سنو لیسے لحاجہ اور چغلخور یہودی کی پرواہ مت کرو۔

اس شعر میں محمل ایہود دعا سے کنایہ اس فاطمی داعی کی طرف ہے جو اس وقت شام میں تھا اس کی تاویل بعض لوگوں نے یہ کی ہے عباسین، محمدا نین اور فاطمیین کی نسبت میں اختلاف ہے ان کا گمان تھا کہ فاطمیین کا دادا یہودی تھا جس نے اسلام اس لئے قبول کیا تھا کہ اسلام میں ڈھکے چھپے طور پر اپنے فاسد خیالات کو پھیلائے چنانچہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا اسی وجہ سے شاید ان کے یہاں دعوت و تبلیغ کا کام سری یعنی چھپے طور پر ہوتا ہے۔

متنبی نے ایک موقعہ سے تنوخیین کا ذکر کیا ہے جس میں اس نے ان کے درمیان پیدا ہونے والے اختلاف اور گروہ بندی کا موجد اسی یہودی شخص کو قرار دیا ہے۔ کہتا ہے۔

الیس عجیباً ان بین بنی اب لنجل یهودی تدب لعقارب (۸۰)

کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ ایک باپ کی اولاد کے درمیان ایک یہودی بچہ کی وجہ سے بچھو رینگنے لگیں۔

تھوڑی سی بحث وتمحیص کے بعد یہ واضح ہو جاتی ہے کہ بعض فاطمی مبلغین لاذقیہ گئے جو تنوخ کا ایک علاقہ ہے وہاں انھوں نے خفیہ طور پر اپنی دعوت عام کرنی شروع کی جس کے سبب کچھ تنوخی ان کے دام تزویر میں آگئے اور کچھ لوگوں نے مخالفت کی نتیجہ یہ ہوا کہ تنوخی دو گروہوں میں بٹ گئے ایک لوہا لعی علویین یا شیعوں کا اور دوسرا فاطمی معتقدین کا اس دوسرے گروہ سے معدوزہ کا خروج ہوا جس پر "عبادت عجل" کی تہمت لگائی گئی ایک قول کے مطابق ...

قید و بند کی صعوبتیں کیوں جھیلنی پڑیں۔ اس سلسلہ میں دو روایتیں نظر سے گذری ہیں۔

پہلی روایت تو وہی ہے جو مشہور ہے کہ متنبی کو دعویٰ نبوت کے سبب جیل میں ڈالا گیا مگر یہ روایت زیادہ صحیح نہیں اصل بات یہ ہے کہ اسے دعوائے نبوت کے سبب جیل میں نہیں ڈالا گیا بلکہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں تھا بلکہ اسے حکومت وقت خلاف بغاوت کرنے کی تہمت کے سبب جیل کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں۔ احمد سعید بغدادی لکھتے ہیں

"ان ابا الطیب لقب بالمتنبی ولم یکن ادعی النبوۃ وحبس لاتهامه بالقیام علی الدولۃ ولم یحبس لادعائه النبوۃ" (۷۸)

دعوائے نبوت کے سلسلہ میں یہ بات بھی حیرت سے خالی نہیں کہ متنبی کے معاصرین تو اس دعویٰ کو جھٹلائیں اور اس میں شک و ارتیاب ظاہر کریں مگر متاخرین اس دعوائے کی تصدیق کریں۔

متنبی کے جیل جانے میں زیادہ تر علوی فاطمین کا ہاتھ تھا اس کے اشعار سے جس حقیقت حال کا انکشاف ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ کوفہ کے علوی تو اس کی ... اور علوی فاطمین اسے جیل میں رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ متنبی کے اس قصیدہ میں جسے اس نے ۳۲۲ھ کے آخر یا ۳۲۳ھ کے آغاز میں قوم کی چغلخوری کے سبب جیل ہی میں سلطان وقت کو لکھا تھا اس میں اس کی تفصیل مل جاتی ہے۔ اسی نے اس قصیدہ میں یہی کہا ہے کہ اے ابن طغج جو لوگ (علوی فاطمین) میرے خلاف شورش پیدا کر رہے ہیں ان کی تم ایک نہ سننا کیونکہ وہ تو "عجل الیھود" ... لکھتا ہے۔

فلا تسمعن من الکاشحین	ولا تعبأن "بعجل الیھود" (۷۹)

ابو الطیب ہرگز یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ اسے متنبی کہا جائے سیف الدولہ کے دربار میں ابن خالویہ نے جب متنبی کے لقب پر ابو الطیب کا مذاق اڑایا تو اس نے وہاں یہی جواب دیا تھا۔

لست ارضی بھذا وانما یدعونی بہ من یرید الغض منی ولست اقدر علی المنع۔ (۷۶)

میں اس سے ہرگز راضی نہیں ہوں جو لوگ اس کے ذریعہ پکارتے ہیں دشمنی کے سبب پکارتے کیا کروں میں روک بھی نہیں سکتا۔

متنبی کو متنبی کے لقب سے مشہور کرنے میں اس کے دشمنوں کا زیادہ ہاتھ ہے ۳۲۶ھ میں بدر بن عمار کے دربار میں جب اس کی رسائی ہوئی تو وہ اتنا قریب ہو گیا کہ دوسرے درباری شعراء متنبی سے حسد کرنے لگے چونکہ مخلص اور پاک خصلت انسان تھا لہو ولعب کے محافل سے اجتناب کرتا تھا اپنے اشعار میں شراب و کباب اور حسن و شباب کے ذکر کے بجائے مذہبی خیالات اور فلسفیانہ افکار کو بیان کرتا دوسرے شعراء نے حسد دیکھا تو ان سے رہا نہ گیا ان کی بھاری اکثریت متنبی کے مخالف ہو گئی ان لوگوں نے اس کے اشعار سے یہ محسوس کیا کہ یہ فخر و غرور کی چوٹی پر پہنچ چکا ہے کوئی ایسا طریقہ اپنایا جائے جس سے اس کی تذلیل و رسوائی ہو جائے ان لوگوں کو جب اس کے وہ اشعار نظر سے گذرے جس میں اس نے اپنے کو حضرت صالح اور حضرت عیسیٰ سے تشبیہ دی ہے تو ان لوگوں نے موقعہ غنیمت سمجھا اور طنزاً متنبی کہکر پکارنے لگے یہ واقعہ حسن زیات کی تصریح کے مطابق ۳۲۳ھ کا ہے (۷۷)

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تو پھر

"محل الیہود" سے اشارہ اس کی طرف اور "نجل یہودی" سے اشارہ فاطمی مبلغین و دعاۃ کی طرف ہے۔ (۸۱)

اس کے علاوہ ابوالحسین الناشی کی گفتگو سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ متنبی دعویٰ نبوت کے سبب قید نہیں کیا گیا بلکہ اس کے کچھ اور دوسرے اسباب تھے۔ وہ کہتے ہیں۔

"میں ۳۲۵ھ میں کوفہ تھا میں وہاں کی جامع مسجد میں اپنا شعر املا کر رہا تھا لوگ مجھ سے لکھ رہے تھے متنبی وہاں موجود تھا اور اس وقت تک متنبی کے لقب سے مشہور نہیں ہوا تھا۔" (۸۲)

اس قول کی روشنی میں یہ کیسے مان لیا جائے کہ اسے دعوائے نبوت کے سبب قید کیا گیا کہ جب کہ وہ ۳۲۱ھ میں جیل میں ڈالا گیا اور تقریباً دو سال بعد اس کی رہائی ہوگئی اور یہ واقعہ ۳۲۵ھ کا ہے۔

مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا آسان ہوگیا ہوگا کہ اس نابغۂ روزگار شاعر کے مذہبی و دینی رجحانات کیا تھے ظاہر ہے کہ وہ کسی ایک جماعت، کسی ایک فکر اور کسی ایک گروہ سے وابستہ نہیں تھا نہ وہ شیعہ تھا نہ قرمطی نہ فرقۂ مانویہ کا معتقد تھا نہ فرقۂ اسماعیلیہ کا دلدادہ نہ وہ اسلام دشمن تھا نہ سوفسطائیہ کا پیرو کار، نہ ملحد و بے دین تھا، نہ نبوت کا داعی، نہ رنگین مزاج تھا نہ ہی پکا صوفی، اس کے دیوان میں ہر قسم کے خیالات و افکار ملتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک پاک طینت پاک خصلت، پاکباز، بلند حوصلہ اور بلند ہمت آزاد مشرب انسان تھا۔

مصادر

۱۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان (۱: ۱۰۵)

۲۔ یوسف البدیعی، الصبح المبنی ص ۲۰ قاہرہ ۱۹۶۳ء

۳۔ عبدالوہاب عزام، ذکری ابی الطیب ص ۲۸ بغداد ۱۹۳۶ء
خطیب بغدادی تاریخ بغداد (۴: ۱۰۳) بیروت

۴۔ عبدالوہاب عزام ذکری ابی الطیب ص ۲۷۔

۵۔ حنا فاخوری تاریخ الادب العربی ص ۵۹۹ بیروت

۶۔ دیوان متنبی ص ۳۷ بیروت ۱۹۵۸ء

۷۔ علی ادہم، علی ہامش الادب والنقد ص ۶۴ دار الفکر العربی

۸۔ بغدادی خزانۃ الادب (۱: ۳۸۲)

۹۔ ابن حجر لسان المیزان (۱. ۱۵۹)

۱۰۔ طہ حسین مع المتنبی ص ۶۶

۱۱۔ شوقی ضیف الفن ومذاہبہ ص ۲۲۳ بیروت ۱۹۵۶ء

۱۲۔ شرح دیوان متنبی ص ۲۹۰ جلد ۴ بیروت

۱۳۔ علی ادہم علی ہامش ... نقد ص ۶۶

۱۴۔ دیوان المتنبی ...

۱۵۔ علی ادہم علی ہامش الادب والنقد ص ۶۶

۱۶۔ دیوان المتنبی ص ۵۰۷

۱۷۔ العکبری، التبیان ص ۱۴۷

۱۸۔ دیوان المتنبی ص ۴۶۴

١٩۔ شوقی ضیف الفن ومذہبہ ص - ٢٢٥
٢٠۔ شوقی ضیف الفن ومذہبہ ص ٢٢٩
٢١۔ دیوان المتنبی ص ٢٧٧
٢٢۔ دیوان المتنبی ص ٢٦٧
٢٣۔ شوقی ضیف الفن ومذہبہ ص ٢٣٨
٢٤۔ دیوان المتنبی ص ٨٤۔
٢٥۔ العکبری ، التبیان ٢٩٠
٢٦۔ مختصر تفسیر ابن کثیر (٢: ٤٣٢)
٢٧۔ ابن خلدون مقدمہ ٣٢٣۔
٢٨۔ العکبری التبیان ص ٥٥٥
٢٩۔ دیوان المتنبی ص ١٢٢۔
٣٠۔ شوقی الضیف الفن ومذاہبہ
٣١۔ دیوان المتنبی ص ٢٦٨
٣٢ دیوان المتنبی ص ٣٢٦)
٣٣۔ دیوان المتنبی ص ١٥٣
٣٤۔ دیوان المتنبی ص ٣٢٤
٣٥۔ دیوان المتنبی ص ٢٦١
٣٦۔ شوقی ضیف الفن ومذاہبہ ص ٢٣١
٣٧۔ تاریخ الفلسفہ والاسلام ص ٣٧
٣٨۔ شوقی ضیف الفن ومذاہبہ ص ٢٣٢
٣٩۔ دیوان المتنبی ص ١٢٨

۴۰۔ دیوان المتنبی ص ۸۵

۴۱۔ دیوان المتنبی ص ۸۵

۴۲۔ دیوان المتنبی ص ۱۲۵

۴۳۔ دیوان المتنبی ص ۳۱۹

۴۴۔ دیوان المتنبی ص ۴۸۱

۴۵۔ دیوان المتنبی ص ۱۲۹

۴۶۔ دیوان المتنبی ص ۵۸

۴۷۔ دیوان المتنبی ص ۴۴

۴۸۔ دیوان المتنبی ص ۸۵

۴۹۔ شوقی ضیف الفن ومذاہبہ ص ۲۳۸

۵۰۔ شوقی ضیف الفن ومذاہبہ ص ۲۳۸

۵۱۔ دیوان المتنبی ص ۱۵۱

۵۲۔ دیوان المتنبی ص ۱۴۷۔۱۴۸

۵۳۔ دیوان المتنبی ص ۱۹

۵۴۔ دیوان المتنبی ص ۵۴۲

۵۵۔ دیوان المتنبی ص ۳۸۹

۵۶۔ دیوان المتنبی ص ۵۵۸

۵۷۔ دیوان المتنبی ص ۱۹۸

۵۸۔ بدیعی۔ الصبح المنبی ص ۵۲

۵۹۔ المعری رسالۃ الغفران ص ۴۱۵ مصر ۱۹۵۰ء

۶۰۔ عبدالوہاب عزام ذکری ابی الطیب ص ۶۵

۶۱۔ بدیعی الصبح المبنی ص ۳۹
۶۲۔ ثعالبی یتیمۃ الدھر (۱: ۹۳)
۶۳۔ احمد سعید بغدادی امثال المتنبی ص ۱۴۴
۶۴۔ دیوان المتنبی ص ۵۵
۶۵۔ نورالدین الشعراء الثلاثۃ ص ۲۶
۶۶۔ نورالدین الشعراء الثلاثۃ ص ۲۶
۶۷۔ دیوان المتنبی ص ۱۱۰ مطبوعہ دہلی ۱۳۰۷ھ
۶۸۔ دیوان المتنبی ص ۸۹، ۹۱
۶۹۔ محمود محمد شاکر المقتطف ۱۹۳۶ء
۷۰۔ محمود محمد شاکر المقتطف ص ۵۱ ۱۹۳۶ء
۷۱۔ خطیب بغدادی تاریخ بغداد (۴:
۷۲۔ ابن خلکان وفیات الاعیان (۱: ۱۰۳)
۷۳۔ ابن خلکان وفیات الاعیان (۱: ۱۰۳)
۷۴۔ ثعالبی۔ یتیمۃ الدھر (۱: ۱۱۳)
۷۵۔ دیوان المتنبی ص ۲۰
۷۶۔ سعید بغدادی امثال المتنبی
۷۷۔ حسن زیات، تاریخ الادب العربی ص
۷۸۔ سعید بغدادی۔ امثال المتنبی ص ۱۲۸
۷۹۔ دیوان المتنبی ص ۵۴
۸۰۔ دیوان المتنبی ص ۷۵
۸۱۔ محمود محمد شاکر المقتطف ص ۶۲۔ (۸۲) محمود محمد شاکر المقتطف ص ۶۴